روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ یکم ستمبر 2010ء 21رمضان 1431 ہجری یکم تبوک 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 183

جمعہ کے دن نفلی روزہ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی جمعہ کے دن (نفلی) روزہ نہ رکھے مگر اس صورت میں کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد بھی ایک دن روزہ رکھے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعة حدیث نمبر:1849)

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول

روزہ ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الصوم لی (بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم) روزہ میرے لئے ہے کیونکہ روزے میں خدا تعالیٰ کی صفات کا رنگ ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ اس کی کوئی عورت ہے۔ ایسا ہی روزہ دار بھی تھوڑے وقت کے واسطے محض خدا کی خاطر بنتا ہے۔ استعینوا بالصبر (البقرہ :46) میں بھی صبر کے معنے روزے کے کئے گئے ہیں۔ روزے کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ جیسا کہ لباس میں سکون، آرام، گرمی سردی سے بچاؤ، زینت، قسماقسم کے دکھ سے بچاؤ ہے ایسا ہی اس جوڑے میں ہے۔ جیسا کہ لباس میں پردہ پوشی، ایسا ہی مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ اپنے جوڑے کی پردہ پوشی کیا کریں۔ اس کے حالات کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں۔ اس کا نتیجہ رضائے الٰہی اور نیک اولاد ہے۔ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک چاہئے اور ان کے حقوق کو ادا کرنا چاہئے۔

اس زمانہ میں ایک بڑا عیب ہے کہ عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ مجھے ایک شخص کے خط سے نہایت دکھ پہنچا۔ جس نے کہا کہ ’’پنجاب، ہندوستان کے مرد تو بڑے بے غیرت ہیں۔ عورت کی اصلاح کیا مشکل ہے۔ اگر موافق طبیعت نہ ہوئی تو گلا دبا دیا۔ میں تو آپ کا مرید ہوں۔ جو آپ فرماویں گے وہی کروں گا۔ مگر طریق اصلاح یہی ہے‘‘۔ یہ حال (۔) کا ہو رہا ہے۔ خدا رحم کرے۔ نبی کریمؐ اور صحابہؓ تو عورتوں کو جنگوں میں بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اب لوگوں کا یہ حال ہے کہ عورتوں کو ساتھ نہیں رکھتے اور ایسے نکمے عذر کر دیتے ہیں کہ ہماری آمدنی کم ہے مگر جھوٹے ہیں۔ دراصل احکام الٰہی کی عزت اور منزلت ان کے دلوں میں نہیں۔ قرآن شریف کو نہیں پڑھا جاتا ہے۔ ایک دیوار کسی کی ٹوٹتی ہو تو ہزار فکر کرتا ہے۔ مگر قیامت کا پہاڑ جو ٹوٹنے والا ہے اس کا فکر کسی کو نہیں۔ قیامت میں نبی کریمؐ کا بھی اظہار ہوگا کہ اس قوم نے قرآن مجید کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور نیکیوں کی توفیق دیوے۔ آمین

(17جون 1909ء صفحہ 2)

(خطبات نور ص 400)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی طرف سے

سیدنا بلالؓ فنڈ میں

عطیات کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 11جون 2010ء میں فرماتے ہیں۔

ایک ضروری امر کی وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے بعض جماعتوں کی طرف سے بھی پوچھا جا رہا ہے کہ شہداء فنڈ میں لوگ کچھ دینا چاہتے ہیں تو یہ رقم کس مد میں دینی ہے؟ اسی طرح بعض دوست مشورے بھی بھجوا رہے ہیں کہ شہداء کے لئے کوئی فنڈ قائم ہونا چاہئے۔ یہ ان کی لاعلمی ہے۔ شہداء کے لئے فنڈ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ رابعہ سے قائم ہے جو ’’سیدنا بلالؓ فنڈ‘‘ کے نام سے ہے اور میں بھی اپنے اس دور میں ایک عید کے موقع پر اور خطبوں میں دو دفعہ بڑی واضح طور پر اس کی تحریک کر چکا ہوں۔ اس فنڈ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہداء کی فیملیوں کا خیال رکھا جاتا ہے، جن جن کو ضرورت ہو ان کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور اگر اس فنڈ میں کوئی گنجائش نہ بھی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ان کا حق ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ ان کا خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہم ان کا خیال رکھتے رہیں گے۔ تو بہرحال ’’سیدنا بلالؓ فنڈ‘‘ قائم ہے جو لوگ شہداء کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں اس میں دے سکتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل 20جولائی 2010ء)

مرسلہ : سیدنا بلالؓ فنڈ کمیٹی

مشعلِ راہ

رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، دعاؤں کا مہینہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 31/اکتوبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول اس کی (سورۃ البقرۃ آیت 186-187) تشریح میں فرماتے ہیں:

”اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہوسکتا ہے تو کہہ یعنی میں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سنتا ہوں۔ چاہئے کہ پہلے وہ ان احکاموں پر عمل کریں جن کا میں نے حکم دیا ہے اور ایمان حاصل کریں تا کہ وہ مراد کو پہنچ سکیں اور اس طرح سے بہت ترقی ہوگی۔“ (الحکم 17/ نومبر 1907ء صفحہ 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول اس بارہ میں مزید فرماتے ہیں:۔

”روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے ماہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سرالٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا لیکن ان کو چاہئے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا بھی ویسے ہی اس کی باتیں مانتا ہے۔ (لعلھم یرشدون) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اس کا ذریعہ خدا پر ایمان، اس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے اور بھی باتیں ہیں جن سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔“ (الحکم 24 جنوری 1904ء صفحہ 12)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ

”رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، دعاؤں کا مہینہ ہے“۔

(الحکم 24/ جنوری 1901ء)

پھر اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ میں بہت نزدیک ہوں یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں۔ میرا وجود نہایت اقرب طریق سے سمجھ آ سکتا ہے اور نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں جس سے نہ صرف میری ہستی پر یقین آتا ہے بلکہ میرا قادر ہونا بھی بپایہ یقین پہنچتا ہے۔ لیکن چاہئے کہ ایسی حالت تقویٰ اور خداترسی کی پیدا کریں کہ میں ان کی آواز سنوں! اور نیز چاہئے کہ وہ مجھ پر ایمان لاویں اور قبل اس کے کہ جو ان کو معرفت تامہ ملے اس بات کا اقرار کریں کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ایمان لاتا ہے اسی کو عرفان دیا جاتا ہے۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 260-261)

حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کو خوب یاد کیا کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں کہ یہ مجنون شخص ہے۔ یہ ہے اللہ کو یاد کرنے کا طریق۔

حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والے فرشتہ کو بھیج دیتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور آگے بڑھ۔ کیا کوئی ہے جو دعا کرے تا کہ اس کی دعا قبول کی جائے کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اسے بخش دیا جائے کیا کوئی ہے جو توبہ کرے تا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ (کنزالعمال)

(روزنامہ الفضل 19/ اکتوبر 2004ء)

ماہِ صیام

رحمت و برکت لئے پھر آ گیا ماہِ صیام / کیا ہی خوش قسمت ہے وہ جو پا گیا ماہِ صیام
اس مقدس ماہ میں نازل ہوا قرآن ہے / ہم پہ رب العالمیں کا اک بڑا احسان ہے
سب سے نچلے آسماں پر آ کے کہتا ہے خدا / ہے کوئی جو مجھ سے مانگے اپنی بخشش کی دعا
میں خدا سنتا بھی ہوں اور بولتا ہوں بالیقیں / در سے خالی مانگنے والا کوئی جاتا نہیں
جو بھی مانگے اس کو دیتا ہوں میں بھر بھر جھولیاں / التجا اس در سے جاتی ہی نہیں ہے رائیگاں
اک منادی کی ندا آتی ہے روزے دار کو / جس بھی دروازے سے آؤ پاؤ گے دلدار کو
صدق دل سے سر بہ سجدہ جو بھی اس در پر ہوا / جنت رضوان کا اس کے لئے ہر در کھلا
روزے داروں کی جزا خود ہے خدائے دو جہاں / روزے داروں پر خدا رہتا ہے ہر آں مہرباں
دوستو، پیارے عزیزو اس مقدس ماہ میں / صدقہ و خیرات دیں بڑھ چڑھ کر خدا کی راہ میں
عمل صالح ماہ رمضاں میں کریں ہم بیشمار / ”چاہئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار“
کمر ہمت باندھ لیں یہ دن بہت محدود ہیں / اور شیطان لعین کے راہ سب مسدود ہیں
آؤ بابرکت دنوں سے فائدہ حاصل کریں / رحمتوں اور برکتوں سے جھولیاں اپنی بھریں
لوٹ لیں قرآں کی عظمت کے خزینے لوٹ لیں / لوٹ لیں رحمت کے برکت کے دفینے لوٹ لیں
سستیاں اور غفلتیں اس ماہ میں زیبا نہیں / بیت جائے وقت جو وہ ہاتھ پھر آتا نہیں
ماہ رمضاں میں بیوت الذکر جو آباد ہیں / دیکھ کر یہ رونقیں ہم سب کے دل ہی شاد ہیں
یونہی شوق و ذوق سے بھرتے رہیں ان کو مدام / ماہِ رمضاں بیت بھی جائے رہے اس پر دوام
یوں نہ ہو ماہِ مقدس پھر نہ ہو اپنے نصیب / ہاں اگر توفیق بخشے فضل سے رب حبیب
کیا ہی بدقسمت ہے وہ جو پا کے بھی ماہِ صیام / اپنی بخشش کا وہ ناداں کر سکا نہ اہتمام

بارشِ انوار سے قلب و نظر کو دھوئیے
اپنی بخشش کے لئے اس کے ہی در پر روئیے

خلیق بن خالق گورداسپوری

خطبات براہ راست سنا کریں

علمی معیار میں اضافہ کے لئے mta پر خلیفہء وقت کے پروگرامز دیکھنا اور بالخصوص خطبات براہ راست سننا ضروری ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع خطبہ جمعہ 31 مئی 1991ء میں فرماتے ہیں:۔

”آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نئی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جارہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور (۔) واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہورہے ہیں۔“

(الفضل 23/ستمبر 1991ء)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء)

مکرم قاری مسرور احمد صاحب

رمضان المبارک اور قرآن کریم

قرآن عظیم کو یاد رکھنے کیلئے حفاظ کو ضروری مشورے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ (مبارک مہینہ) ہے جس میں قرآن کریم انسانوں کے لیے عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ (البقرۃ:186)

ماہِ رمضان کا قرآن کریم سے گہرا تعلق ہے اور حفاظ کا رمضان اور قرآن سے ایک خاص تعلق ہے۔ یہ بابرکت مہینہ حفاظ کے لیے خصوصاً بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ حفاظ کے لیے یہ ایک قسم کا ریفریشر کورس ہوتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر حفاظ اپنا حفظ صحیح اور پختہ رکھ سکتے ہیں۔ اس میں حفاظ کرام کے حفظ کو قائم اور پختہ رکھنے کے لیے حیرت انگیز انتظام فرما دیا گیا ہے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ مکمل فرماتے۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ﷺ)

سال میں ایک مرتبہ رمضان المبارک میں قرآن کریم کا کم از کم ایک دور کرنے کی عادت بہت مبارک ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں آپؐ کے زمانہ سے چلی آ رہی ہے، اس کے علاوہ نفل نماز میں بھی قرآن کریم کا ایک دور ہے۔ یہ مبارک عادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں نماز تراویح کی شکل میں باقاعدہ جاری ہے۔ صدیوں سے اس پر عمل ہو رہا ہے کہ ماہ رمضان میں حفاظ کرام امامت کرتے ہیں اور قرآن کریم سناتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''ہر رمضان میں ساری دنیا کی ہر بڑی مسجد میں سارا قرآن کریم حافظ لوگ حفظ سے بلند آواز کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ ایک حافظ امامت کراتا ہے اور دوسرا حافظ اس کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے تا کہ اگر کسی جگہ بھول جائے تو اس کو یاد کرائے۔ اس طرح (اس ایک ماہ میں ہی) ساری دنیا میں لاکھوں جگہ پر قرآن کریم صرف حافظہ سے دہرایا جاتا ہے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، صفحہ:277)

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آنحضور ﷺ رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور تو حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ کرتے۔ اس کے علاوہ بھی کئی مرتبہ قرآن کریم پڑھتے اور اس کے دور مکمل فرماتے تھے۔ پس رمضان کے بابرکت ایام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر حافظِ قرآن کو قرآن کریم کا رمضان میں کم از کم ایک دور ضرور مکمل کرنا چاہیے۔ اور خاص توجہ کے ساتھ قرآن کریم کو نمازِ تراویح میں سنانا چاہیے اور ایک دور تراویح میں ضرور مکمل کرنا چاہئے۔ صحیح معنوں میں اس سے ہی اس کا حفظ صحیح اور پختہ رہے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے۔ جس شخص کے دل میں (۔) اور ایمان کی قدر ہوتی ہے، وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 343)

قرآن کریم یاد رکھنے کا بہترین طریق نمازوں اور نوافل میں تلاوت کی کثرت ہے۔

حافظ قرآن کے لیے قرآن کریم کو یاد رکھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ نمازوں میں دھراتا رہے بلکہ باقاعدگی سے روزانہ ایک پارہ یا حسب استطاعت نمازوں میں تلاوت کیا جائے اور اس کو دستور العمل بنا لیا جائے اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ اس پر اگر مداومت کی جائے گی تو انشاء اللہ قرآن کریم یاد رہے گا اور نماز میں تلاوت کا الگ ثواب بھی حاصل ہوگا۔ نوافل میں کثرت سے تلاوت ہمیشہ ہمارے اکابر کا معمول رہا ہے اس لیے اس پر عمل کرنا زیادہ مفید ہے۔

حفظِ قرآن کریم کو قائم رکھنے کا طریق یہ ہے کہ ایک تو روزانہ پانچ وقت نمازوں میں قرآن کریم کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کو لازم پکڑا جائے اور دوسرے نمازِ تہجد میں قرآن کریم کی زیادہ مقدار میں تلاوت کی جائے۔ تلاوت کرتے ہوئے ایک ہی حصہ بار بار تلاوت نہ کیا جائے بلکہ قرآن کریم کے مختلف حصے تلاوت کیے جائیں تا کہ سارا قرآن کریم دہرائی کے عمل سے گزر سکے یعنی مختلف سورتیں یا آیات بدل بدل کر پڑھی جائیں یا ترتیب کے ساتھ ہر رکعت میں پڑھا جائے تو قرآن کریم کو یاد رکھنے کا یہ طریق بہت مفید اور بابرکت ثابت ہوتا ہے۔

حفظ کے لیے فجر کا وقت سب سے زیادہ مفید اور مقبول ہے۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے لیے صبح سحری کا وقت سب سے زیادہ مفید ہے۔ پس ہر حافظ کو چاہیے کہ روزانہ بہ وقت فجر قرآن کریم کو یاد کرے اور منزل دہرائے۔ سحری کے وقت ذہن فارغ اور طبیعت میں یکسوئی ہوتی ہے۔ پس جو کوئی بھی حفظ کرنا چاہے تو ایسے وقت حفظ کرے جب اس کا دل اور ذہن کسی اور چیز کی طرف مشغول نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے صبح کے وقت خاص طور پر تلاوت کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:

اور فجر یعنی صبح کے وقت قرآن کریم کو پڑھنا لازم سمجھ اور صبح کے وقت قرآن کریم پڑھنا ایک مقبول عمل ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت 79)

صبح کو پڑھنا اس لئے بھی بابرکت ہوتا ہے کہ سچا قاری سارا دن قرآن کی ہدایات کے مطابق گزارتا ہے اور اس کو گزارنا بھی چاہئے گویا ''دست با کار دل بایار'' کا سامان ہوتا ہے۔ اگر اِس نیت سے تلاوت کی جائے تو معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔ ہر شخص حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر کے اس دنیا کو خوبصورت بنا دے۔

حفظِ قرآن کو قائم رکھنے کے لیے ہر حافظ کو چاہئے کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے قرآن کریم کا کچھ حصہ التزاماً پڑھے۔ اس سلسلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پیش ہیں:۔

جو شخص رات سونے سے پہلے سورۃ البقرۃ کی دس آیات تلاوت کرے گا اُسے قرآن کریم کبھی نہ بھولے گا۔ چار آیات شروع والی المفلحون تک، ایک آیۃ الکرسی، دو اِس کے بعد والی، اور (سورۃ البقرۃ) کی تین آخری آیات۔

(سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی)

حضرت عرباض بن ساریہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل ''سورالمسبحات''، یعنی سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ حدید، سورۃ حشر، سورۃ صف، سورۃ جمعہ، سورۃ تغابن اور سورۃ اعلیٰ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیات سے بڑھ کر ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الأدب، باب مایقال عندالنوم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ سجدہ اور سورۃ ملک کی تلاوت کرنے سے پہلے نہ سوتے تھے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ الملک)

حفظ کرنے کے بعد بعض ضروری امور

حفظ کو محفوظ رکھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ بار بار دہرایا جائے۔ ایک حافظ قرآن کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کے لیے بہت دہرانا پڑتا ہے۔ پس حفظ کو محفوظ رکھنے کا طریق یہی ہے کہ حفظ کرنے کے بعد اس کی مسلسل دہرائی کی جائے تا کہ حفظ قائم رہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

قرآن کریم کو بار بار دہراؤ کیونکہ یہ لوگوں کے سینوں سے اس سے بھی جلدی چھوٹ کر نکل جاتا اور زائل ہو جاتا ہے جیسے بندھے ہوئے جانور۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود)

احادیث میں حافظ کو حاملِ قرآن یعنی قرآن کریم کا بوجھ اٹھانے والا کہا گیا ہے۔ پس حافظ قرآن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے ظاہری الفاظ کی حفاظت کرے، اس کو یاد رکھے اور اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اس کی تعلیمات کی بھی حفاظت کرے۔ بعض لوگ اپنے بچوں کو حفظ تو کرا دیتے ہیں اور اس کو فخر کا ذریعہ بھی بنا لیتے ہیں مگر اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ یہ بچہ اس دولت کی قدر و حفاظت بھی کر سکے گا یا نہیں؟ مثلاً حفظ کرنے کے بعد دنیاوی تعلیم یا دیگر سرگرمیوں کی ایسی مصروفیت ہو جاتی ہے کہ حافظ دہرائی چھوڑ دیتا ہے یا سرسری تھوڑا سا پڑھ لیتا ہے۔ اس طرح ساری محنت پر پانی پھر جاتا ہے۔

پس والدین کی ذمہ داری ہے کہ جس حد تک ممکن ہو بچہ کو قرآن کریم کی اہمیت کے اعتبار سے یاد بھی کرواتے رہیں اور دہرائی بھی کرواتے رہیں تا کہ کسی بھی کام میں مصروف ہونے کے باوجود بچہ کے ذہن و دل میں قرآن کریم کی محبت اور اہمیت اجاگر رہے اور وہ دہرائی کو ایک مقدس فریضہ سمجھ کر اس سے کبھی بھی غفلت نہ برتے۔

یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے جو حافظ دہرائی نہیں کرتے، قرآن کریم آہستہ آہستہ ان کے ذہن سے محو ہو جاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ بہت سا حصہ بالکل بھول جاتا ہے۔ اس حصہ کو دوبارہ یاد کرنے کے لیے سخت ترین محنت اور مشقت کرنا پڑتی ہے۔ اس لیے طلبا اور والدین خصوصاً یہ بات مدنظر رکھیں کہ حفظ کرنا ہے تو اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے ساری زندگی تیار رہیں۔ اس طرح کہ حفظ کر کے اس کو یاد بھی رکھیں اور بعد میں مسلسل دہراتے رہیں۔

☆ اس سلسلہ میں والدین پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ بچے کو حفظ کروانے کے بعد اس بات کی فکر کریں کہ وہ حفظ کو یاد بھی رکھے اور بعد میں مسلسل دہرائی کرتا رہے۔ یہ بڑی بھاری ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کریں تبھی تو وہ ان انعامات اور برکات کے وارث بنیں گے جن کی خوشخبری احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

☆ حافظ قرآن کو روزانہ دو پارے منزل دہرانے کی کوشش کرنی چاہئے یا کم از کم ایک پارہ منزل یاد کرنے کا معمول زندگی بھر رکھنا چاہئے۔ ہر ماہ قرآن کریم کا ایک دور کم از کم ضرور مکمل کرنا چاہئے۔

☆ ماہ رمضان میں نماز تراویح میں مکمل قرآن سنانے کا دور کرنا چاہئے۔ اس کے لیے اچھی اور بھرپور تیاری ہونی چاہئے جس سے حفظ بہت پختہ رہے گا۔

☆ دو حافظِ قرآن ساتھی مل کر ایک دوسرے کو منزل سنائیں اور اس طرح قرآن کریم کا دَور کریں تو زیادہ مفید رہتا ہے۔

☆ روزانہ باقاعدگی سے تلاوت حدر کے طریق پر منزل کی دہرائی کی جائے۔ دہرائی کے لیے ایک وقت مخصوص کر لیا جائے تو مناسب رہتا ہے۔

☆ حفاظ کرام کو ترتیل کے ساتھ روزانہ تلاوت یعنی حسن قراءت کی مشق بھی کرنی چاہئے۔

☆ حفظ کرنے اور قائم رکھنے کے لیے دعا ایک بنیادی کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنی کامیابی کے لیے باقاعدہ دعائیں کریں۔

☆ دعا ختم القرآن ''اللّٰھم ارحمنی بالقراٰن ..... بہت جامع اور عظیم دعا ہے۔ اس کو التزاماً روزانہ پڑھیں۔ قرآنی دعائیں بھی کثرت سے پڑھیں۔

توہین رسالت قوانین کیوں دکھائی نہیں دیتے

ایاز امیر لکھتے ہیں۔

اسلام جن باتوں پر سختی سے زور دیتا ہے ان میں نمایاں انصاف پر مبنی معاشرہ جو ہر قسم کے جبر سے پاک اور جس میں ضروریات زندگی ہر ذی روح کو میسر ہوں۔ اسلام میں اس سے بڑی توہین مذہب کیا ہوگی کہ ایک بچہ بھوک سے بلک رہا ہو یا پھر پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے بھیک مانگنے پر مجبور ہو، ایک عورت بچوں سمیت دریا میں چھلانگ لگا دے۔ اس مملکت خداداد میں کئی بار ایسا ہوا کہ زندگی کے بوجھ سے نجات پانے کے لئے پورے کنبے نے خودکشی کر لی۔ غربت اور بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ شہری کا چلتی ٹرین کے سامنے آ کر خودکشی کر لینا اس اسلامی مملکت میں کوئی نئی بات نہیں۔ ایسے واقعات وقتی طور پر ہمیں رنجیدہ کرتے ہیں۔ نام نہاد مذہبی رہنما، اس اسلامی مملکت میں حق و باطل کے خود ساختہ ٹھیکیدار ایک عرصے سے غیر ضروری باتوں کو اچھال کر اور پھر دفاع اسلام کے نام پر جلوس نکالنے، سڑکیں بلاک کرنے اور بآواز بلند نعرہ بازی کے لئے ہر وقت تیار رہے ہیں جبکہ شرکاء اس بات کا ادراک ہی نہیں رکھتے کہ چند بے سروپا باتیں اسلام کے لئے کیسے خطرہ بن سکتی ہیں۔ اس پورے عرصے میں ایک بھی موقع ایسا نہیں آیا کہ مذہبی حلقوں سمیت کسی نے بھی غربت اور محرومیوں کے خلاف بڑے پیمانے پر جلسے جلوس کئے ہوں۔ حقیقی اسلامی سوچ کا خلاصہ خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے اس قول سے کیا جا سکتا ہے کہ اگر دریائے فرات کے کناروں ایک کتا بھوک سے مر جاتا ہے تو قیامت کے روز حاکم وقت سے اس کی بھی جواب طلبی کی جائے گی۔ حضرت عمرؓ نے بھوک سے کسی انسان یا اس کے بچے کے مرنے کا ذکر نہیں کیا بلکہ ایک کتے کا ذکر کیا ہے۔ مملکت خداداد میں بھوک کی وجہ سے ہونے والی خودکشیوں پر آج تک کسی لاؤڈ سپیکر سے بآواز بلند تشویش، فکر یا غم و غصے کا اظہار نہیں ہوا۔

اسلام کے حقیقی پیغام کی کسے پرواہ ہے؟ ہم آئین کے ساتھ چھیڑ خانی کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارے لئے ایمان آئین سے کہیں بڑھ کر ہے اور ہم ایمان کی سچائی کے ساتھ چھیڑ خانی کرتے رہتے ہیں۔ پاکستان دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے جہاں اسلام کی زیادہ تر خدمت زبانی کلامی کی جاتی ہے۔ اسلام کو خاطر میں لائے بغیر دنیا کا ہر کام کر گزرتے ہیں مگر کام کا آغاز تلاوت قرآن پاک کے بغیر نہیں کرتے۔ اگر ہم اپنی اجتماعی قومی زندگی پر نظر ڈالیں تو مالی بدعنوانی سمیت ہر قسم کی برائیاں ملیں گی جن کا انسانی ذہن صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ شاید ہی کسی معاشرے میں دہرا معیار اس حد تک رواج نہیں پا سکا جس طرح ہمارے ہاں دیکھا جا سکتا ہے۔ معاشرے میں بری طرح سے سرایت کر جانے والی منافقت ہماری عدم رواداری کی بڑی وجہ ہے۔ تاہم یہ منافقت خود ساختہ راست بازی کے خول میں بند ایک منفرد نوعیت کی منافقت ہے۔ ہم حالت انکار میں رہنا پسند نہیں کرتے کیونکہ انکار کا مطلب حقائق سے فرار ہے۔ دنیاوی حقائق کچھ بھی ہوں، ہماری اپنی ایک دنیا ہے جس کے حقائق ہم نے ہی تخلیق کئے۔ قومی کشکول سے نظریں چرانے والے یہ عناصر اس حقیقت سے لاتعلق ہیں کہ غیر مسلموں کے عطیے کے بغیر ہم سخت مسائل کا شکار ہو سکتے ہیں، ہم نے اس خود ساختہ نعرے کو سینے سے لگا رکھا ہے کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ ساتھ ہی اس خود فریبی کا شکار ہیں کہ پاکستان ایک خاص مقصد کے لئے تخلیق کیا گیا تا کہ خدائی مشن کی تکمیل ہو سکے۔ میرا یہ کہنا مذاق نہیں، انتہائی سنجیدہ لوگوں کو بھی اس سوچ کا اظہار کرتے دیکھا جا سکتا ہے۔ بظاہر سنجیدہ اور معقول دکھائی دینے والے آرمی چیف جنرل کیانی نے بھی ایک موقع پر اعلان کیا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔

اگر پاکستان واقعی اسلام کا قلعہ ہے تو پھر مجھے کہنا پڑے گا کہ اسلام درحقیقت سخت خطرات کی زد میں ہے۔ اگر لاتعداد فرقوں میں تقسیم ملاؤں کی بریگیڈ بار بار اسلام کے دفاع کے نام پر سڑکوں پر آ جاتی ہے، چیختی چلّاتی ہے، بآواز بلند نعرہ بازی کرتی ہے تو مجھ سمیت کسی کو حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ افغانستان میں جاری امریکی جنگ کے لئے پاکستانی فوج کی اہمیت ایک معاون سے زیادہ کچھ نہیں، ان سے ہمیں زیادہ توقعات نہیں رکھنی چاہئیں۔ دراصل امریکہ کی حمایت ہمارے لئے مجبوری سے زیادہ کچھ نہیں، اگرچہ حالات کا سامنا کرنا چاہتے ہیں مگر اپنی کمزوریوں کے باعث ہمیں امریکی دباؤ کے سامنے جھکنا ہی پڑتا ہے۔ فوج کو امریکی خواہش کے مطابق آپریشن کرنا ہی پڑتے ہیں۔

کیا وجہ ہے کہ امریکہ ہمیں باندھ کر رکھنا چاہتا ہے؟ شاید اسلام کے اس قلعے یا پھر خدا تعالیٰ کے نام پر جہاد کرنے والی اس کی فوج سے کوئی سنگین غلطی سرزد ہوئی ہے۔ جنرل ضیاء الحق نے جو عظیم نعرے اس ملک اور اس کی فوج کو دیئے، کاش ان میں حقیقت کا عنصر شامل ہوتا۔

اس اسلامی مملکت میں ہر کسی کے لئے انصاف کی فراہمی کا معیار ایک ہی ہے؟ پاکستانی معاشرے کے کئی درجے ہیں، اعلیٰ مراعات یافتہ طبقہ، مراعات یافتہ طبقہ، جزوی طور پر مراعات یافتہ طبقہ، کئی درجوں بعد پسماندہ ترین طبقہ رہ جاتا ہے جو اکثریت میں ہے۔ اس طبقے کی زندگی کے شب و روز انتہائی مشکل ہیں۔ اسلامی ری پبلک کہلانے والے ملک میں اس طبقے کی زندگی کے شب و روز دراصل توہین رسالت ہیں، طبقاتی تعلیم کا رواج توہین رسالت ہے، معاشی و سماجی ناہمواری سے بڑی توہین رسالت کیا ہو سکتی ہے۔ ان حقائق سے ہم کیوں نظریں چراتے ہیں؟ ہم صرف چند باتوں پر ہی کیوں اصرار کرتے ہیں؟ معاشی ناہمواری، غربت، افلاس اور زندگی کی زبوں حالی پر ہم اپنے ردعمل کا اظہار کیوں نہیں کرتے؟ یہ درست ہے کہ ہم دنیا کے واحد بدقسمت ملک نہیں، کئی ایک ممالک کی معاشی حالت ہم سے زیادہ خراب ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی ایک ملک نے کبھی اسلام یا عیسائیت کا قلعہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، نہ ہی خود ساختہ راست بازی کا خول اپنے اوپر طاری کر رکھا ہے۔ ہمارے کئی سنگین حل طلب مسائل ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں ہم کیوں خود ساختہ مسائل کی تلاش میں رہتے ہیں؟ عالمی سطح کے چند معمولی واقعات پر گہری نظر رکھتے ہیں تا کہ اسلام کے دفاع کے نام پر ہنگامہ آرائی کر سکیں۔ ہمیں اپنے صاحب ایمان ہونے کا یقین کیوں نہیں؟ ہم اس غلط فہمی کا شکار کیوں ہیں کہ جب تک ہم توڑ پھوڑ، گھیراؤ جلاؤ نہیں کریں گے ہمارا ایمان خطرے میں رہے گا۔

اسلام ہندوستان میں گزشتہ 800 سالوں سے موجود ہے اور اسے کبھی کسی خطرے کا سامنا نہیں رہا۔ پاکستان 63 سال قبل اسلام کے نام پر وجود میں آیا، تب سے ہی اسلام سخت خطرے میں ہے۔ اگر دنیا میں اسلام گزشتہ 14 سو سالوں سے موجود ہے تو اس کی وجہ اسامہ بن لادن کا ہمارے درمیان ہونا نہیں بلکہ بطور مذہب اسلام کی خود کو منوانے کی صلاحیت ہے۔ اسلام کو شکست و ریخت کا شکار جہاز کیوں سمجھ لیا گیا ہے۔ جسے ہر وقت دفاع کی ضرورت رہتی ہے۔ اسلام کو بچانے بلکہ اس کے فروغ کی واحد صورت انصاف پر مبنی معاشرے کا قیام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قدرت کے علمی خزانوں کی تلاش کی جائے سب کو برابری کے مواقع میسر ہوں۔

ترکی 1914ء میں اتنا ہی اسلامی ملک تھا جتنا کہ وہ آج ہے۔ چند دہائی قبل ترکی یورپ کا مرد بیمار، لفظ ترک یورپ میں ایک گالی تھا۔ آج کا ترکی ایک پُر اعتماد ملک اور اس کی آواز توانا سمجھی جاتی ہے۔ کیوں؟ ترکی نے بدلتے حالات کے تقاضوں کو سمجھا اور ان کے مطابق خود کو ڈھال لیا۔ قومی اعتماد کامیابیوں کے نتیجے میں ملتا ہے، کامیابیاں اسی صورت میں ملتی ہیں کہ ہم اپنے تصوراتی دشمنوں پر چڑھ دوڑنے کے لئے تیار رہنے کی بجائے حقیقی مسائل پر قابو پانے کی کوشش میں لگ جائیں۔ لاہور ہائی کورٹ کی وزارت خارجہ کو جاری ہدایات کا جائزہ لیں جس میں دفتر خارجہ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں قرارداد پیش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ کیا ہم ایک حقیقی دنیا کے مکین ہیں؟

سمندری سفر کے دوران نئی دریافتیں، چاند پر کمند ڈالنے کی کوشش، گہرے سمندروں میں چھپے خزانوں کی تلاش سمیت علم کی دنیا میں ہر بڑی کامیابی اس وقت ملی جب انسانی ذہن کو آزاد کیا گیا، انسان نے توہم پرستی اور خدشات کے حصار سے خود کو آزاد کیا۔ یہ وہ بنیادی تقاضے ہیں جنہیں پورا کئے بغیر ترقی کی منازل طے کرنا ممکن ہی نہیں۔ دنیا میں مذہب کئی ہیں مگر علم کی روشنی ایک ہی ہے جو ناقابل تقسیم ہے۔ اس کا سفر صدیوں پرانا ہے، ایک انسانی تہذیب سے دوسری کے منتقل ہوتی رہی ہے۔ فونیشین، اسیریوں، مصریوں، چینیوں، یونانیوں، مسلمانوں اور عیسائی ریاستوں تک اس کا سفر جاری رہا ہے۔ دنیا کو نجات اسی وقت ملی جب علم نے رستے روشن کئے۔ علم کی اس مشعل کو حاصل کریں رستہ طویل اور قدرے کٹھن ہے، مخصوص مزاج و ماحول اور ذہنی عرق ریزی کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ ہم کبھی اس رستے پر چل پائیں گے؟ آیا کبھی علم کی روشن دنیا کی جانب ہم اپنے سفر کا آغاز کریں گے؟ جس نوعیت کے خود ساختہ تصورات ہم نے خود پر طاری کر رکھے ہیں، ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں یہ سفر شروع کرنے میں طویل وقت لگے گا۔

(روزنامہ جنگ 5 جون 2010ء)

مکرم عبدالجبار صاحب

میری ماں مکرمہ مجیداں بیگم صاحبہ

میری ماں ایک صابر خاتون تھیں زندگی کے ہمسفر کا ساتھ آپ کی شادی کے نو سال بعد ہی ختم ہو گیا۔ اس وقت آپ کے چار بچے تھے۔ جن میں خاکسار سب سے بڑا تھا اور سات سال کا تھا اور سب سے چھوٹی بیٹی دو ماہ کی تھی۔

والد کی وفات کے بعد امی جان نے چار بچوں کی پرورش اس طرح کی کہ سب حیران ہوتے کہ گھر کے سب کاموں کے باوجود کبھی بھی کھانے میں تاخیر نہ ہونے دیتی تھیں۔ غریبوں سے بہت زیادہ ہمدردی کرتی تھیں والد صاحب کی زندگی میں ایک دفعہ ہمسائی نابینا عورت کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا تو آپ نے اس کے لئے سارا انتظام کیا۔ وفات سے چند ماہ پہلے اُس بیٹے کو جب خدا نے بیٹا دیا تو امی جان مجھے کہنے لگیں کہ بیٹا میرا دل چاہتا ہے کہ میں اُس کے لئے تحائف لے کر جاؤں پھر امی جان کمزوری کے باوجود اُن کے گھر گئیں اور حسب توفیق ان کو تحفے دیے۔

عزیز و اقارب سے بھی آپ کا سلوک بہت اچھا تھا گو آپ کا ذریعہ آمدن زیادہ نہ تھا لیکن اس کے باوجود آپ عزیزوں کی مدد کے لئے تیار رہتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ کی ایک عزیزہ کو پیسوں کی سخت ضرورت پڑی تو آپ نے اُسے اپنا زیور دے دیا اور کہا کہ اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کر لو اور جب مرضی ہو واپس کر دینا۔

جماعتی چندوں میں بھی آپ باقاعدہ تھیں ہمارے والد کی وفات کے بعد 27 سال زندہ رہیں لیکن آپ نے کبھی بھی کوئی چندہ بقایا نہ ہونے دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ میری ماں کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اُس کی اولاد کو اپنی ماں سے بھی بڑھ کر پیار کرنے والی گود میں لے لے۔

مکرم ملک سعید احمد رشید صاحب

میری اہلیہ مکرمہ نعیمہ سعید صاحبہ کی کچھ یادیں

متوکل، صاف گو، ایثار و قربانی اور خدمت خلق کرنے والی خاتون تھیں

بے حساب جائیں گے جنت میں جو ستر ہزار
کردے اے میرے خدا ان کا بھی اس میں اندراج

میری اہلیہ نعیمہ سعید صاحبہ مکرم شریف احمد صدیقی صاحب کی بیٹی، حضرت ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی رفیق حضرت مسیح موعود کی پوتی اور منشی عبدالرحمن صاحب کپورتھلوی رفیق حضرت مسیح موعود از 313 رفقاء کی پڑپوتی تھیں۔

آپ کے پڑدادا منشی عبدالرحمن صاحب نہایت عبادت گزار اور ولی اللہ بزرگ تھے۔ براہین احمدیہ کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی زیارت کیلئے قادیان کا سفر کیا اور حضرت اقدس مسیح موعود کی زیارت کے بعد آپ کی روحانی شخصیت اور نورانی چہرہ سے بہت متاثر ہوئے اور بار بار قادیان جانا شروع کر دیا اور حضرت مسیح موعود سے عقیدت و محبت اور فدائیت کے تعلقات قائم ہو گئے۔

جب حضور کی طرف سے بیعت لینے کا اشتہار شائع ہوا جس میں تحریر تھا کہ استخارہ مسنونہ کے بعد بیعت کے لئے حاضر ہوں۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو بیعت کے لئے اذن ہو تو لدھیانہ آ جائیں ورنہ نہ آئیں۔ چنانچہ آپ نے بڑے الحاح اور سوز و گداز سے استخارہ کیا تو آواز آئی ''عبدالرحمن آ جا''
(رفقاء احمد جلد 4 صفحہ 18-19)

چنانچہ بیدار ہونے پر علی الصبح لدھیانہ کا سفر اختیار کیا اور 23 مارچ 1889ء کو حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضور نے آپ کو روزانہ دو سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ارشاد فرمایا جس پر آپ نے تا وفات عمل کیا۔
(انصار اللہ اکتوبر 1978ء)

حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنی کتب ازالہ اوہام، آسمانی فیصلہ، آئینہ کمالات اسلام، تحفہ قیصریہ، سراج منیر، کتاب البریہ اور ملفوظات میں اپنے خاص محبوں میں، جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے، چندہ دہندگان اور پرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

آپ کی اولاد میں صرف حضرت ڈاکٹر منشی عبدالسمیع صاحب مرحوم تھے جو اپنے والد کی طرح بزرگ ہستی اور رفقاء میں شامل تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین

میری اہلیہ مرحومہ 4 اور 5 جون 2007ء کی درمیانی شب قریباً 11 بجے 5 ماہ صبر و ہمت سے بیماری کا مقابلہ کرنے کے بعد ہمیں ہمیشہ ہمیش کے لئے داغ مفارقت دے کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

قریباً 25 سال کا عرصہ میری رفاقت میں نہایت صبر و استقلال اور راضی برضاء الٰہی سے گزارا۔ کبھی تنگی ترشی کے حالات کا شکوہ زبان پر نہ لائیں۔

حضرت مسیح موعود کے اس فرمان کے مطابق کہ ''خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 81)

کبھی اپنی ذات کیلئے کوئی خاص مطالبہ نہیں کیا۔ بلکہ اکثر اپنی چھوٹی موٹی ضرورتوں کو بھی نظر انداز کر جاتیں اور کوئی فرمائش نہ کرتیں۔ اہلیہ صاحبہ نہایت صاف گو تھیں کبھی جھوٹ نہیں بولا، جھوٹ بولنے والوں سے نفرت کرتی تھیں، کبھی کوئی بات مجھ سے نہیں چھپائی۔ مزاج شناس تھیں۔ خصوصاً اپنے سارے رشتہ داروں کے بارہ میں جب بھی کوئی مہمان آتا۔ اس کی ضروریات، خواہشات کا خیال رکھتیں۔ کبھی کسی مہمان کو گلہ و شکوہ کا موقع نہیں ملا کہ ہماری خاطر مدارات میں کوئی کمی رہ گئی سب خوش ہو کر جاتے اور جا کر تعریفیں کرتے۔

''صفائی نصف ایمان'' ہے کے مطابق۔ صفائی ستھرائی کا بہت خیال رکھتیں، گھر، کچن کی صفائی، بچوں کی صفائی، چھوٹے بچوں کی صفائی، بستروں پر کبھی بچوں کو پیشاب وغیرہ نہیں کرنے دیا اور نہ کبھی بچوں کو گندہ رکھا۔ صدقہ و خیرات بکثرت کرتیں۔ غریبوں کا بہت خیال رکھتیں۔ ہر رمضان میں جب خاکسار فیلڈ میں ہوتا تو میرے حصہ کی گندم غریبوں میں صدقہ کر دیتیں۔ ایک دفعہ ایک بالی کان کی گر گئی تو فوراً دوسری صدقہ کے طور پر جماعت کو دے دی۔ جب ہومیو کلینک میں کام شروع کیا تو شروع شروع میں گھر سے دوائیاں لے جاتیں اور کلینک میں رکھتیں۔ نہایت ایثار و قربانی سے کام لیتیں اپنے بچوں سے بھی کلینک کیلئے چندہ دلواتیں۔ خود بھی دیتیں۔ دوسروں کو بھی تحریک کرتیں۔ کلینک کی مستحق اور غریب کارکنات کا بہت خیال رکھتیں۔

اللہ تعالیٰ پر توکل بہت تھا۔ میری بڑی بچی کی پیدائش کا موقع تھا۔ آپریشن ہونا تھا۔ فارم پر دستخط کرنے کیلئے ڈاکٹر نے مجھے دیا۔ میں کچھ متردد ہوا کہ خدانخواستہ کچھ ہو گیا تو۔ کیونکہ یہ پہلا موقعہ تھا۔ فوراً کہنے لگیں۔ اللہ پر توکل کر کے دستخط کر دیں۔ اکثر میں نے دیکھا کہ خدا پر توکل کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کا مان اور بھرم رکھتا۔ اور اس کی خواہش کو پورا فرماتا۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے پہلی مرتبہ بیعتوں کا ٹارگٹ مقرر فرمایا تو جماعتوں میں ایک نیا ولولہ اور عزم پیدا ہوا اور دلوں میں شوق و ذوق کارفرما ہوا۔ اس وقت ہم چکوال میں تھے تو صدر صاحبہ لجنہ کے ساتھ جو ضلع کی بھی صدر تھیں اکثر دوروں پر ان کے ساتھ جاتیں اور دعوت الی اللہ میں حصہ لیتیں۔ ایک زیر دعوت خاتون کے گھر میں جاتیں اور ان کے ہفتہ بھر کے اکٹھے کئے ہوئے برتن دھوتیں، گھر کی صفائی کرتیں اور پھر خوشی سے مجھے آ کر بتاتیں۔ آخر کار اس خاتون اور اس کے میاں نے بیعت کر لی۔ تو بہت خوش ہوئیں کہ خدا نے میری محنت ضائع نہیں کی۔ ربوہ شفٹ ہوئے تو یہاں بھی سیکرٹری دعوت الی اللہ کے ساتھ باقاعدہ اردگرد کے دیہات میں جاتیں اور خدمت خلق بھی کرتیں۔

خدمت خلق کے کاموں میں شوق سے حصہ لیتیں۔ ہر رمضان میں محلّہ کی طرف سے غرباء کیلئے عیدی کے طور پر اشیاء اکٹھی کی جاتیں تو شوق سے حصہ لیتیں۔ ربوہ کے اردگرد دیہاتوں میں جا کر مفت میڈیکل کیمپ لگاتی اور ہومیو دوائیں دیتیں۔ اسی طرح گرمیوں میں بیت اقصیٰ میں جمعہ کے روز دس بجے گھر سے چلی جاتیں اپنے ساتھ ایک ٹیم بھی بنائی ہوئی تھی ان کو بھی بلواتیں اور ضرورت مندوں کو فرسٹ ایڈ مہیا کرتیں۔ کیونکہ گرمی کی شدت کی وجہ سے کئی عورتیں بے ہوش ہو جاتی تھیں۔ اس سلسلہ میں فرسٹ ایڈ بکس بنایا ہوا تھا۔ کئی دفعہ مجھے کہتیں کہ مجھے بیت اقصیٰ سائیکل پر چھوڑ آئیں تو خاکسار بھی اس طرح کچھ نہ کچھ ثواب میں حصہ دار بن جاتا۔

بچوں کی تربیت بہت اعلیٰ رنگ میں کی۔ انہیں ترجمۃ القرآن سکھایا اور زمانہ کی اونچ نیچ سے واقف کیا۔ جو بھی دیکھتا اور جہاں بھی جاتے سب تعریف کرتے کہ بچیاں بہت سلجھی ہوئی نیک اور شریف ہیں۔

سب محلے والے بھی رطب اللسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اس کی اعلیٰ سے اعلیٰ جزاء دے۔ آمین

یہ شمعیں گل ہو کے بھی فروزاں
یہ پھول کملا کے بھی کھلے ہیں

آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے بہت محبت کرتی تھیں۔ والہانہ حد تک عشق تھا۔ ان کی کوئی تحریر یا حرف دستخط بھی ہوتے تو سنبھال کر رکھتیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے حضرت آپا جان کو ہومیو کلینک کھولنے کا ارشاد فرمایا تو اس دن یہ بھی لجنہ ہال گئی ہوئی تھیں۔ واپس آئیں تو بہت خوش اور مجھے خوشی خوشی بتانے لگیں کہ میں نے تو اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔ میں بڑا حیران ہوا۔ پھر تفصیل بتائی کہ اس طرح آپا جان ہومیو کلینک کھول رہی ہیں میں نے اپنی زندگی کلینک کیلئے وقف کر دی ہے اور آپا جان کو کہہ دیا ہے۔ شروع شروع میں کلینک میں نہ کوئی دوائیاں تھیں نہ کوئی بجٹ تھا جس سے ساز و سامان خریدا جاتا۔ اس وقت جو گھر میں دوائیاں موجود تھیں ان میں سے لے جاتیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ لوگوں نے عطیات دینے شروع کئے اور لجنہ کے بجٹ میں بھی اس کا حصہ متعین ہو گیا۔ اب خدا کے فضل سے زبردست کلینک بن گیا ہے جس کی ابتداء ایک کمرہ اور برآمدے سے ہوئی تھی۔ اب خدا کے فضل و کرم سے ''نصرت جہاں ہومیو کلینک'' کے نام سے نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ممالک میں بھی مشہور ہو چکا ہے اور ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ۔

جب کلینک کی عمارت بن گئی۔ بڑی ہی خوش تھیں اور بار بار مجھے دعوت دیتی تھیں کہ میرے کلینک آئیں اور دیکھیں کہ کیسا شاندار بنا ہے۔ ایک دن میں چلا گیا چھٹی کے وقت تو بڑی چاہت سے مجھے ایک ایک چیز اور جگہ دکھائی اور بتایا کہ یہاں یہ، یہ کچھ ہو گا۔ آپا جان کا کمرہ دکھایا اور ایک ایک چیز کے بارہ میں بتایا۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا آپا جان سے تعلق اور محبت میں اضافہ ہوتا گیا آپا جان کا اعتماد بھی بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ انچارج کلینک بن گئیں۔ کمپنیوں سے رابطہ کرنا، دوائیاں منگوانیں، ڈرافٹ تیار کرنے، سالانہ رپورٹیں تیار کرنی، نئی لڑکیوں کو رکھنا۔ ان کے انٹرویو پہلے تو آپا جان لیتی تھیں پھر سارا کام نعیمہ کے سپرد کر دیا۔ پھر مریضوں کو چیک کرنے کیلئے ڈاکٹروں کی تعداد کچھ زیادہ ہو گئی تو باری باری ان کی ڈیوٹیاں لگاتیں۔ کسی ڈاکٹر کی عدم موجودگی یا رخصت کی بناء پر متبادل کے طور پر دوسری ڈاکٹر کا انتظام کرنا، اس کو فون کر کے بلانا۔ اگر کبھی کوئی ڈاکٹر میسر نہ ہوتی تو خود ہی مریضوں کو چیک کرتیں اور کلینک کو بھی سنبھالتیں۔

گویا کہ آپا جان کی ایک لحاظ سے دست راست بن چکی تھیں اور کلینک کی بہتری اور ترقی میں اول روز سے نعیمہ کا خون پسینہ شامل تھا۔

اور آپ کی وفات پر بڑے زوردار الفاظ میں آپا جان حضرت طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نے فرمایا ''نعیمہ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جب تک کلینک رہے گا قیامت تک نعیمہ کا نام زندہ رہے گا''

گو الفاظ میرے ہیں مگر مفہوم یہی ہے۔ بہر حال اس سے بھی بہت بہتر الفاظ میں آپا جان نے نعیمہ کا ذکر خیر کیا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نعیمہ اکثر مجھے کہا کرتی تھی کہ میں نے اپنی ساری زندگی کلینک کیلئے وقف کر دی ہے۔ میں دل میں کہتی ہاں جب تو بوڑھی ہو جائے گی منہ میں دانت نہیں رہیں گے تب بھی کلینک آ ؤ گی لیکن اب اس کی بات سچ نکلی اور اس نے اپنی زندگی تک کلینک سے وفا کی اور وقف پورا کیا۔

اسی طرح کلینک کی دو بچیوں کے رشتے بھی کروائے جو ابھی تک خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب جا رہے ہیں اور وہ بچیاں اب تک دعائیں دیتی ہیں۔

الغرض مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ توکل علی اللہ، صاف گوئی' جھوٹ سے نفرت، خدمت خلق، دعوت الی اللہ کا جذبہ، مہمان نوازی' بچوں کی اعلیٰ تربیت، قناعت پسندی، کفایت شعاری، صبر و رضا، صفائی و پاکیزگی کا اعلیٰ معیار وغیرہ چند ایک خوبیاں دعا کی غرض سے قلمبند کی ہیں ورنہ 25 سالہ ازدواجی دور کی یادیں اس مضمون میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

اس کی تربت پر خدا کی رحمتیں ہوں بے شمار
تا قیامت اس کی نسلیں متقی ہوں، با وقار
جنت الفردوس میں ان کو کشادہ گھر ملے
اور خدا سے ہمکلامی کا شرف اکثر ملے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت آپ کا جنازہ غائب پڑھایا اور ہمارے زخمی دلوں پر مرہم رکھا خطبہ جمعہ میں آپ کے جنازہ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔

''دوسرا جنازہ نعیمہ سعید صاحبہ اہلیہ ملک سعید احمد رشید صاحب مربی سلسلہ کا ہے۔ ان کے دادا، پڑدادا یہ سب (رفقاء) تھے۔ عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی کی پوتی تھیں اور منشی عبدالرحمٰن صاحب کی پڑپوتی تھیں۔ علاوہ واقف زندگی کی بیوی ہونے کے ان کی لجنہ میں بھی کافی خدمات ہیں۔ لجنہ ہومیو کلینک انہوں نے بڑی اچھی طرح چلایا اور اپنی بیماری کے باوجود بڑی ہمت اور محنت سے کام کرتی رہیں۔ ان کی تقریباً جوانی کی ہی عمر تھی۔ یہ 49 سال کی عمر میں فوت ہو گئیں۔ ان کے بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی صبر دے اور ان کی دعائیں اپنے بچوں کیلئے قبول فرمائے۔ ان کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے۔

(خطبہ جمعہ 10/ اگست 2007ء از الفضل انٹرنیشنل 31/ اگست 2007ء)

مرحومہ نے اپنی یادگار تین بچے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑے ہیں۔ بڑی بیٹی مکرمہ نبیلہ شکیل صاحبہ اہلیہ مکرم شکیل احمد قمر صاحب مربی سلسلہ اور دوسری بیٹی مکرمہ قدسیہ سلیم صاحبہ اہلیہ مکرم سلیم احمد صاحب کراچی میں بیاہی ہوئی تھیں۔ اکلوتا بیٹا عزیزم عامر سعید احمد جو سب سے چھوٹا اور واقف نو ہے جامعہ احمدیہ میں طالب علم ہے۔ احباب دعا کریں کہ مولا کریم اسے خادم دین بنائے۔ دین و دنیا کی حسنات سے نوازے اور ہر میدان میں اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

بیماری اور وفات پر بچوں کا اعلیٰ نمونہ

جب تک نعیمہ بیمار رہی میری دونوں بیٹیوں نے خدمت کا حق ادا کر دیا۔ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ جب بھی عیادت کے لئے آتیں بہت خوشی ہوتیں کہ ماں کو بچیوں نے خوب سنبھالا ہوا ہے اور خاص کر صفائی کی بہت تعریف کرتیں۔ اسی طرح وفات پر تینوں بچوں نے صبر و برداشت کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ میں اب تک حیران ہو جاتا ہوں جب بھی ان باتوں کا خیال آتا ہے۔ دل سے بے شمار دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ جزاء دے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور دین و دنیا کی حسنات سے جھولیاں بھر دے۔ آمین

اس کے بچوں پر خدا کے فضل کا سایہ رہے
پورا کنبہ متقی لوگوں کا ہم پایہ رہے

آخر میں احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے بیشمار درجات بلند فرمائے۔ اپنی بے پایاں رحمتوں اور فضلوں سے نوازتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور اپنے قرب میں جگہ دے اور پسماندگان کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور اپنے بے شمار فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین

مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب

دینی تعلیمات کی روشنی میں قناعت کا مفہوم

قرآن کریم میں خدائے رحمان کے خاص بندوں کی علامات میں ایک عظیم الشان علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ

وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اس کے درمیان اعتدال ہوتا ہے۔ (الفرقان:67)

یہ وہ حسین طرز عمل ہے جسے دوسرے لفظوں میں قناعت کہا جاتا ہے۔ قناعت کے نتیجہ میں انسانی معاشرے کے بے چینی اور جزع فزع کے جذبات کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور انسان میں برداشت، صبر اور شکر کے جذبات نشوونما پاتے ہیں۔ اس عظیم الشان خلق کو پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک طریق یہ بتایا کہ

اور اپنی آنکھیں اس عارضی متاع کی طرف نہ پسار جو ہم نے ان میں سے بعض گروہوں کو دنیوی زندگی کی زینت کے طور پر عطا کی ہے تا کہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں۔ اور تیرے رب کا رزق بہت اچھا اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ (طٰہٰ:132)

دنیا کی چکاچوند سے انسان خود بھی متاثر ہوتا ہے اور اگر وہ خود کسی حد تک محفوظ بھی ہو تو اس کی اولاد کے اس طرف مائل ہونے کے بہت خدشات ہوتے ہیں اس لئے اس سے اگلی آیت میں یہ تلقین کی گئی۔

اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتا رہ اور اس پر ہمیشہ قائم رہ۔ ہم تجھ سے کسی قسم کا رزق طلب نہیں کرتے۔ ہم ہی تو تجھے رزق عطا کرتے ہیں۔ اور نیک انجام تقویٰ ہی کا ہوتا ہے۔ (طٰہٰ:133)

گویا دنیا کی لالچوں سے بچنا ممکن نہیں جب تک انسان خود بھی اور اپنے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی حکمت کے ساتھ تلقین نہ کرتا رہے۔

رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے انسان کو یہ خوشخبری دی کہ

کامیاب ہو گیا وہ شخص جو اسلام لایا اور اسے با کفایت رزق دیا گیا اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے اسے عطاء کیا وہ اسی پر راضی ہو گیا۔

(صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب فی الکفاف والقناعۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قناعت کے مفہوم کو جس طرح کھولا اس کی چند مثالیں پیش ہیں۔

(رسالہ قشیریہ باب القناعۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قناعت ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔

ایک مومن کے لئے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ نے اس قدر مواقع پیدا کئے ہیں اور اس راہ میں خرچ کی اس قدر تلقین کی گئی ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم کہا کرتے تھے ہم سمجھتے تھے کہ ہمارے پاس جو مال ہماری جائز ضروریات سے زائد ہے اس پر ہمارا کوئی بھی حق نہیں ہے۔ اور جائز ضروریات سے مراد بھی وہ حقیقی ضروریات تھی جس کا ایک عام انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی اس طرح تربیت فرمائی کہ وہ قطعاً کھانے پینے اور فاخرانہ لباس پہننے کے حریص نہ تھے بلکہ اپنے آقا کی اس نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھتے کہ

یعنی سادہ زندگی بسر کرنا ایمان کا حصہ ہے۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الترجل)

ایک موقع پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک بار یوں نصیحت فرمائی۔

کہ اے ابن عمر دنیا میں تو اس طرح زندگی گذار جیسے کوئی اجنبی ہو یا مسافر۔

(بخاری کتاب الرقاق ۔باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کن فی الدنیا کانک غریب)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ایک تو یہ نصیحت فرمائی کہ جب کھانا کھاؤ تو کچھ بھوک رکھ کر کھانا کھاؤ۔ اور جب کھانا پکاؤ تو بے شک شوربہ کو کچھ لمبا کر کے ہمسائے کو بھیجو۔

ایک نصیحت آپ نے یہ فرمائی کہ

کبھی کسی شخص نے پیٹ سے بدترین برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کی خوراک کے لئے تو صرف چند وہ لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں اور اگر اس سے زائد کھانا ہو تو یہ خیال رکھے کہ اپنے پیٹ کا ایک تہائی کھانے کے لئے رکھے اور ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے۔

(ترمذی کتاب الزھد ۔باب ماجاء فی الکراھیۃ کثرۃ الاکل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل و عیال کھانے پینے کے معاملات میں اس قدر کم پر گذارہ کرتے تھے کہ عام آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات کئی راتیں خالی پیٹ بسر کیا کرتے اور آپ کے اہل و عیال کے پاس رات کے کھانے کا سامان نہ ہوتا۔ ان کی روٹی اکثر جو کی ہوتی۔

(ترمذی کتاب الزھد عن باب ماجاء فی معیشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واھلہ)

وہ شخص جس کی ایسے ماحول میں تربیت ہوئی ہو اس کا دل ہمیشہ لالچ اور بے چینی سے پاک رہے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزارنے کا ایک راہ نما اصول ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

ان لوگو کو دیکھو جو دنیوی مال و دولت کے لحاظ سے تم سے کم تر ہیں نہ کہ ان کو جو مال و دولت میں تم سے بڑھ کر ہیں یہ بات اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اس کے نتیجہ میں تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو گے۔

(مسلم ۔ کتاب الزھد والرقاق)

اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا ہے پھر انسان کا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور شکرگزاری کے جذبات سے لبریز رہے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں

ہمارے اصول میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم ایک سادہ زندگی بسر کرتے ہیں وہ تمام تکلفات جو کہ آج کل یورپ نے لوازم زندگی بنا رکھے ہیں ان سے ہماری مجلس پاک ہے رسم و عادت کے ہم پابند نہیں ہیں۔ اس حد تک ہر ایک عادت کی رعایت رکھتے ہیں کہ جس کے ترک سے کسی تکلیف یا معصیت کا اندیشہ ہو۔ باقی کھانے پینے اور نشست و برخاست میں ہم سادہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 448)

مکرم عبدالحلیم سحر صاحب

پاکستان میں ہاکی کا مستقبل

ہاکی بڑا ہی خوبصورت اور تیز کھیل ہے۔اس میں چھوٹے چھوٹے پاسز کے ذریعہ مخالف ٹیم کے گول پوسٹ پر اٹیک کرنا اس کو اور زیادہ دلکش بنا دیتا ہے۔کسی زمانہ میں جب ایشیا کی ہاکی کے میدان پر اجارہ داری تھی پاکستان اور انڈیا کی ٹیمیں ورلڈ کپ ہو، اولمپکس ہو چیمپئن ٹرافی ہو یا ایشیا کپ ہو یہ دونوں ٹیمیں فائنل تک پہنچتی تھیں۔ایک وقت تھا کہ پاکستان کے پاس تمام عالمی اعزاز تھے اور دنیا میں ہاکی کے لحاظ سے ایک بڑا ملک تھا۔عوام میں پاکستان کا میچ دیکھنے اور سننے کا اتنا شدید شوق اور ذوق ہوتا تھا کہ جس جگہ TV ہوتا وہاں لوگوں کا بے پناہ رش ہوتا۔بچے، بوڑھے، جوان اور خواتین اپنے اپنے لحاظ سے پاکستان کے مایہ ناز کھلاڑیوں کا کھیل دیکھتے تھے۔

12 واں ورلڈ کپ ہاکی ٹورنامنٹ دہلی انڈیا 2010 مارچ میں کھیلا گیا۔پاکستان نے اس میں 12ویں پوزیشن حاصل کی جو کہ ہاکی کے سابقہ عالمی چیمپئنز سابق اولمپیئن اور سابق ایشیئن اور سابق چیمپئنز ٹرافی کے شایان شان نہیں تھی۔پاکستان نے اپنا آخری میچ کینیڈا سے کھیلا اور دو کے مقابلے میں تین گول سے شکست کھائی جو کہ بہت زیادہ قابل فکر اور قابل تشویش بات ہے۔

اس بڑے ایونٹ میں ہماری شکست کی بڑی وجہ عدم منصوبہ بندی تھی نہ کھلاڑیوں کو مناسب تیاری کروائی گئی اور نہ ہی ان کی فٹنس کا خیال رکھا گیا۔کھلاڑیوں کی صحت پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔اگر ہم اپنے کھلاڑیوں کا موازنہ یورپین ٹیموں سے کریں تو نمایاں فرق نظر آئے گا۔ان کی کھیل کے میدان میں کارکردگی ہمارے کھلاڑیوں سے بہت بہتر ہے۔اگر ہم نے دوسرے ممالک کے کھلاڑیوں پر برتری حاصل کرنی ہے تو ان کی صحت کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہو گی۔ایک جگہ خاکسار نے ذاتی طور پر دوستانہ میچ دیکھا جس میں قومی کھلاڑی کھیل رہے تھے۔یہ دیکھ کر بہت مایوسی ہوئی کہ ہمارے کھلاڑیوں کی فٹنس اور صحت بہت ہی درمیانے درجہ کی تھی۔یہ اس معیار کے نہیں تھے کہ کوئی عالمی اعزاز حاصل کر سکیں۔

اس ورلڈ کپ کے پول میچ میں ہم انگلینڈ سے 2 کے مقابلے میں 5 گول سے ہار گئے۔حالانکہ انگلینڈ کی ٹیم کا معیار اتنا خاص نہیں تھا۔شروع میں ہماری ٹیم نے برتری حاصل کی اور کافی حد تک میچ پر کنٹرول رکھا لیکن آخری 15 منٹ کا کھیل بہت ہی مایوس کن تھا ہمارے کھلاڑی تھک گئے تھے۔تال میل نہیں تھا۔ جبکہ انگلش کھلاڑی چاق و چوبند تھے اور کھیل پر آخری 15 منٹ میں چھا گئے ہماری برتری ختم ہو گئی اور وہ 2 کے مقابلے 5 سے جیت گئے اس بڑے ٹورنامنٹ میں فٹنس کے علاوہ کوچنگ کی بہت کمی نظر آئی کھلاڑی اجتماعی کھیل کی بجائے انفرادی کھیل کھیلتے رہے جس سے اجتماعی کھیل بہت مایوس کن رہا، پول کا آخری میچ آسٹریلیا کے ساتھ تھا جو کہ آسٹریلیا نے ایک کے مقابلے میں دو گول سے جیت لیا۔پوری گراؤنڈ پر آسٹریلوی کھلاڑی چھائے رہے۔

یہ حال صرف پاکستان کا نہیں دوسری طرف انڈیا جو کہ بہترین ہاکی کھیلتا رہا ہے اس کی کارکردگی بھی بہت ہی گری ہوئی تھی۔لیگ میچوں میں ہی بھارت ڈھیر ہو گیا۔

ایشیا اور خاص طور پر پاکستان میں ہاکی کیوں زوال پذیر ہے۔شہروں میں ہاکی ختم ہوتی جا رہی ہے۔پہلے کلب لیول پر ہاکی ہوتی تھی آپس میں میچ ہوتے تھے۔لیکن اب نہ معیاری کلب ہے معیار کا یہ حال ہے کہ ورلڈ کپ کی کمزور ترین ٹیم ساؤتھ افریقہ سے ہم تین گول کے مقابلے میں 4 گول سے ہار گئے۔پولینڈ جو کہ ورلڈ میں 17 نمبر پر ہے اس سے بھی ہار گئے یہ بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارا معیار روز بروز گرتا جا رہا ہے۔دنیائے ہاکی میں حکمرانی کرنے والی ٹیم اب آخری نمبروں پر چلی گئی ہے۔اس بارہ میں قومی سطح پر غور و فکر کرنا چاہیے۔

ماضی کے جو بہترین کھلاڑی موجود ہیں۔ان سب کو بلا کر ایک کانفرنس کی جائے اور ہاکی کے خوبصورت اور دلکش کھیل کو بچالینا چاہیے۔

اگر حالات پر غور کیا جائے تو ہاکی کا کھیل سکولوں اور کالجوں سے بالکل ختم ہو گیا ہے۔اسی طرح اداروں کے کلب ہوتے تھے پرائیویٹ کھلاڑیوں نے مل کر ہاکی کے بے انتہا شوق کے پیش نظر اس کھیل کو زندہ کیا ہوا تھا وہ سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ہمیں سنجیدگی کے ساتھ اس بارہ میں سوچنا پڑے گا۔ایک تو سکولوں میں ہاکی کو دوبارہ شروع کیا جانا چاہئے دوسرا کالجز میں بھی اس کھیل کو فروغ دینا چاہئے اس کے بعد ضلعی لیول پر باقاعدگی سے ٹورنامنٹ ہوں اور بڑے بڑے انعامات دیئے جائیں یہاں پر حکومت کی سرپرستی کی ضرورت ہو گی۔

جن شہروں میں کلب قائم ہیں وہاں پر مخیر حضرات آگے آئیں بڑے بڑے ادارے مثلاً بنک، PIA، آرمی، پولیس، ایئر فورس، رینجرز ہے یہ سب اپنی اپنی ٹیمیں بنائیں۔ یہ کھیل ہے جس نے پاکستان کا نام پوری دنیا میں روشن کیا اور ہمارے ماضی کے کھلاڑی صرف اور صرف اس جذبہ سے کھیلتے تھے کہ ان کے ملک کا جھنڈا سب سے بلند لہرائے۔اس وقت تو پیسے کی اتنی ریل پیل نہیں تھی اب تو بڑے بڑے ادارے اور حکومت اس زوال پذیر ہوتے ہوئے کھیل کو سنبھال سکتے ہیں۔

ہمارے پیارے وطن میں ٹیلنٹ کی کوئی کمی نہیں صرف توجہ اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے جو فقط اپنے ملک کے لئے کھیلیں، اگر اب بھی ہم نے اس کھیل کی طرف توجہ نہ کی تو پھر کبھی بھی ہم بین الاقوامی سطح پر اپنا مقام نہیں بنا سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین زمین سے نوازا ہے اس میں کاشتکاری کے لئے دنیا کی بہترین زرخیز زمین ہے، پہاڑ ہیں، دریا ہیں، کانیں ہیں، جنگلات ہیں، کتنے پیارے اللہ نے ہمیں موسم عطا کئے ہیں۔قومی لحاظ سے بہترین دماغ ہیں کون کون سا میدان نہیں جو میرے پیارے پاکستان کے لوگوں نے نہ مارا ہو۔یہ بھرپور صلاحیتوں کی قوم ہے اس کو صرف خوف خدا رکھنی والی نڈر قیادت کی ضرورت ہے۔

کیوں ہم آج ہر میدان میں پیچھے ہی پیچھے رہتے جا رہے ہیں ہر ادارہ زوال کی طرف ہے ہر اگلے دن دکھ اور تکلیف کی خبر آتی ہے کبھی دہشت گردی کبھی آسمانی آفتیں ہیں جنہوں نے اس ملک کا رخ کر لیا ہے۔ہم کیوں غور نہیں کرتے کہ یہ سب کچھ کیوں ہے کیا زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا خدا ہم سے ناراض تو نہیں ہے ہمیں اس پر غور کرنا پڑے گا توبہ استغفار کر کے ہم ان سب عذابوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں قوم کے لیڈروں کو سوچنا پڑے گا ورنہ وقت تیزی کے ساتھ ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے۔آگے آئیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیں اور اس کی اخروی زندگی کے وارث بنیں اگر یہ قوم ایک ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا تو اس کی تاقیامت گارنٹی ہے کہ یہ ہمیشہ غالب رہے گی اور قومیں اس سے روشنی حاصل کریں گی پھر ہم ہر میدان میں انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔پھر اسی ملک سے ہر میدان میں سب سے بلند جھنڈا لئے ہوں گے اللہ سے رو رو کر التجا کریں کہ اے اللہ ہم سے کوئی خطاء ہوگی ہے تو ہماری رہنمائی فرما ہمیں سیدھے اور اصل راستے کی طرف لے جا۔

اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا تو پھر ہم قوموں کی قیادت کر رہے ہوں گے۔پھر تعلیم کا میدان ہو یا کھیل کا میدان ہو سب میں ہم آگے ہوں گے پھر ہاکی اور کرکٹ اور سکوائش، فٹ بال، کشتی رانی وغیرہ وغیرہ سارے کھلاڑی نمبر 1 ہوں گے۔

اردو کا پہلا ماہنامہ۔ خیر خواہ ہند

انیسویں صدی میں برصغیر کی جن شخصیات نے برصغیر کے ادب اور ثقافت پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ان میں ایک نمایاں نام ماسٹر رام چندر کا ہے۔

ماسٹر رام چندر 1821ء میں پیدا ہوئے۔بارہ برس کی عمر میں انگریزی مدرسے میں داخل ہوئے۔فکر معاش نے مجبور کیا تو محرر ہو گئے۔پھر حصول علم کے لئے دہلی کالج میں داخلہ لیا اور اعلیٰ وظیفہ پایا۔تکمیل علم کے بعد اسی کالج میں مدرس ہو گئے اردو میں الجبراء اور علم مثلث پر کتابیں تحریر کیں۔

13 مارچ 1845ء کو ماسٹر رام چندر نے فوائد الناظرین کے نام سے ایک مصور پندرہ روزہ علمی رسالہ جاری کیا۔بعد میں آپ نے اس میں خبریں بھی شائع کرنا شروع کیں لیکن رسالے کا علمی رنگ برقرار رکھا۔تاہم ماسٹر رام چندر اپنی بیدار مغزی، وسیع النظری اور جذبہ اشاعت علم کی وجہ سے فوائد الناظرین کی تنگ دامانی پر زیادہ عرصے تک قناعت نہ کر سکے کیونکہ ان کی حب الوطنی، انسان دوستی اور حریت فکر انہیں ہر لحظہ متفکر اور بے قرار رکھتی تھی۔

یکم ستمبر 1847ء وہ تاریخی دن ہے جب ماسٹر رام چندر نے اردو زبان میں پہلے علمی اور ادبی با تصویر ماہنامے کا اجراء کیا۔اس رسالے کا نام انہوں نے خیر خواہ ہند رکھا۔مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ اس نام کا ایک رسالہ مرزاپور سے بھی نکلتا ہے تو انہوں نے دو شماروں کے بعد اس کا نام تبدیل کر کے محب ہند رکھ دیا۔

یہ رسالہ مولوی محمد باقر کے مطبع دہلی اردو اخبار میں پنڈت موتی لال پرنٹر کے اہتمام سے طبع ہوتا تھا۔لیکن بعد میں مطبع العلوم میں چھپنے لگا۔اس رسالے کی قیمت ایک روپیہ ماہانہ تھی۔

1848ء کی سرکاری رپورٹ کے مطابق محب ہند کی اشاعت 56 تھی جو 1849ء میں گھٹ کر فقط 50 رہ گئی۔1850ء میں مزید تخفیف ہوئی اور یہ اشاعت صرف 32 رہ گئی۔لیکن 1851ء کی سرکاری رپورٹ میں درج ہے کہ

"یہ انتہائی افسوسناک ہے کہ گزشتہ سال محب ہند بند ہو گیا۔اس کے مضامین بے حد مفید اور دلچسپ ہوتے تھے اور جو دیسیوں کو یورپین علوم کی خصوصیت سے روشناس کراتا تھا۔چونکہ دیسی طبقہ اس کی سرپرستی نہیں کرتا تھا اس وجہ سے غالباً بند کر دیا گیا"۔

گوندل بینکوئیٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
پرسکون ماحول وسیع پارکنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ایئر کنڈیشننگ
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258
(بکنگ جاری ہے)

ضرورت محررین درجہ دوم

صدر انجمن احمدیہ میں محرر کے طور پر ملازمت کے خواہشمند احباب کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ

1۔امیدوار کی عمر 25 سال سے کم ہونی ضروری ہے اور امیدوار کی تعلیم کم از کم انٹرمیڈیٹ ہونی چاہئے اور انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں کم از کم 45 فیصد نمبر حاصل کئے ہوں یعنی 495/1100 ہونے ضروری ہیں۔

2۔امیداوار کیلئے (In Page) اردو کمپوزنگ کا جاننا ضروری ہے۔

3۔صرف وہ امیدوار ملازمت کے اہل ہوں گے جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے محررین کیلئے لئے جانے والے امتحان اور انٹرویو میں پاس ہونگے۔

4۔صرف وہ امیدوار ملازمت میں لئے جائیں گے جو فضل عمر ہسپتال کے میڈیکل بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت منداور تندرست ہوں گے۔

5۔ جو دوست صدر انجمن احمدیہ میں بطور محرر ملازمت کے خواہشمند ہوں اور مندرجہ بالا شرائط پر پورے اترتے ہوں وہ درخواست دے سکتے ہیں۔ان کیلئے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے 15 ستمبر 2010ء کوامتحان کا انعقاد کیا جائے گا۔

نصاب امتحان کمیشن

ہر جزو میں کامیاب ہونا لازمی ہے

6۔امتحان کا نصاب مندرجہ ذیل ہے۔

☆قرآن مجیدہ ناظرہ مکمل، پہلا پارہ باترجمہ

☆چالیس جواہر پارے،

ارکان......نماز مکمل باترجمہ

☆کشتی نوح، برکات الدعا، عام دینی معلومات

☆مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ

☆نظم از درثمین، شان......

☆انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ

☆حساب بمطابق معیار میٹرک، عام معلومات

☆ امیدوار کا خوشخط ہونا لازمی ہوگا اور اردو InPage کمپوزنگ میں رفتار کم از کم 25 الفاظ فی منٹ ہونی چاہئے۔

7۔تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والوں کا انٹرویو ہوگا ملازمت کیلئے انٹرویو میں کامیابی لازمی ہے۔

8۔تحریری امتحان اور انٹرویو دونوں میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو فضل عمر ہسپتال ربوہ سے طبی معائنہ کرانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار ملازمت کے اہل ہوں گے جو فضل عمر ہسپتال ربوہ کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت منداور تندرست ہوں گے۔

(ناظر دیوان)

وقف عارضی کی برکات

مکرم مبارک علی صاحب جھنگڑ حاکم والا ضلع ننکانہ صاحب لکھتے ہیں۔

خاکسار کو وقف عارضی سے جو فائدہ ہوا وہ لکھنے کی جسارت کرتا ہوں۔

1۔وقف سے پہلے خاکسار کام کی مجبوری کی وجہ سے نماز عصر باجماعت ادا نہیں کرسکتا تھا اکیلا پڑھتا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ براہ راست نہیں سن سکتا تھا۔بعد میں ریکارڈنگ سنتا تھا۔وقف کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچوں نمازیں باجماعت اور خطبہ جمعہ براہ راست سننے کی توفیق پائی۔

2۔تہجد میں بے قاعدگی تھی وقف عارضی کے دوران باقاعدہ پڑھتا تھا اور تہہ دل سے عہد کیا کہ آئندہ تہجد باقاعدگی سے پڑھتا رہوں گا۔

3۔تلاوت قرآن اور سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کثرت سے کرنے کی توفیق ملی۔

4۔زندگی وقف کرنے کے جذبے کو مزید تقویت ملی۔

5۔احباب جماعت کالی بیر سے پیار و محبت کا تعلق پیدا ہوا۔

آخر پہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(مرسلہ: ناظر صاحب تعلیم القرآن ووقف عارضی)

تلاش گمشدہ

مکرمہ سردار بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

خاکسار کا بیٹا بحرین ظفر ولد مکرم غلام رسول بھٹی صاحب گزشتہ پندرہ دن سے لاپتہ ہے۔اس کا ذہنی توازن درست نہ ہے۔تمام جگہ پتہ کرنے کے باوجود اس کا تا حال کوئی علم نہیں ہے۔اس نے سلیٹی رنگ کے کپڑے اور نائیلون کی جوتی پہنی ہوئی ہے۔رنگ صاف ،قد تقریباً پانچ فٹ ، دانت نقلی ہیں ،کلین شیو کرواتا ہے جسم بھرا ہوا ہے سگریٹ پیتا ہے گزارش ہے کہ جن صاحب کو بھی ملے براہ کرم درج ذیل پتہ یا فون نمبرز پر اطلاع دے کر مشکور فرمائیں۔

16/24 دارالیمن شرقی احسان ربوہ

رابطہ نمبر 0334-6365901 (محمود ڈرائیور جلسہ سالانہ)

درخواست دعا

مکرم سیف علی شاہد صاحب امیر ضلع میرپور خاص تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم مبارک محمود صاحب مربی سلسلہ وکالت تصنیف تحریک جدید ربوہ مارچ 2006ء سے بڑی آنت میں ٹیومر کی وجہ سے بیمار چلے آرہے ہیں عزیزم کی دو دفعہ سرجری تین دفعہ کیموتھراپی اور ریڈیشن تھراپی بھی ہوچکی ہے لیکن کسی علاج سے عزیزم کو بہت زیادہ فائدہ نہیں ہوا اس وقت ٹیومر مثانہ اور Rectum کے ساتھ ہے اسی طرح دائیں پھیپھڑے میں بھی ٹیومر پہنچ گیا ہے۔ہومیو علاج بھی جاری ہے۔محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو وزن ریڈیشن کی وجہ سے کم ہوا تھا وہ دوبارہ بڑھ گیا ہے۔گزشتہ تین ماہ سے دفتر بھی جا رہے ہیں۔احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیزم کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

مکرم ولی الرحمٰن سنوری صاحب حال کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ماموں مکرم مسعود احمد خورشید صاحب ابن حضرت قدرت اللہ سنوری صاحب رفیق حضرت مسیح موعود حال امریکہ کو دل کا حملہ اسی ہفتہ دو دفعہ ہوچکا ہے جس کے باعث صحت کافی کمزور ہوگئی ہے اور ایمرجنسی وارڈ میں داخل ہیں۔احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔آمین

مکرم ڈاکٹر عبدالشکور صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کار کے حادثہ میں زخمی ہوئے تھے ہسپتال سے گھر واپس آ گئے ہیں۔ان کی ایک ٹانگ پر فریکچر ہوا تھا۔ابھی زیر علاج ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ جمیلہ رانا صاحبہ اہلیہ مکرم رانا مبارک احمد صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اطلاع دیتی ہیں۔

شارجہ میں میری بھانجی محترمہ یاسمین شاہد صاحبہ کے خاوند مکرم مرزا شاہد بیگ صاحب کار کے حادثہ میں شدید زخمی ہوئے اور ریڑھ کی ہڈی پر فریکچر ہوا تھا۔ابھی تک شدید درد رہتا ہے۔احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ربوہ میں سحر وافطار یکم ستمبر	
انتہائے سحر	4:19
طلوع آفتاب	5:41
زوال آفتاب	12:08
وقت افطار	6:36

خریداران الفضل متوجہ ہوں

وہ خریداران جو الفضل اخبار ہاکر سے حاصل کرتے ہیں ان کی خدمت میں اطلاع ہے کہ بل ماہ اگست 2010ء مبلغ -/115 روپے بنتا ہے۔بل کی ادائیگی جلد کر کے ممنون فرمائیں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

ہاضمے کا لذیذ چورن
تریاق معدہ
پیٹ درد۔بدہضمی۔اپھارہ کیلئے کھانا ہضم کرتا ہے
ہروقت گھر میں رکھنے والی دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

Woodsy... Chiniot
Furniture®
فرنیچر جو آپ کے مکان کو گھر بنادے
Malik Center.Faisal Abad Road.
Tehseel Choak Chiniot. 92-47-6334620
Mobile:0300-7705233-300-7719510

Best Return of your Money
انصاف کلاتھ ہاؤس
گل احمد۔الکرم اور چکن کی اعلیٰ ورائٹی دستیاب ہے
ریلوے روڈ ربوہ فون شوروم:047-6213961

FD-10

HOUSE OF HEALTH
WHERE HEALTH IS IN ITS PURE SHAPE
ہاؤس آف ہیلتھ ہومیو پیتھک کلینک
7,8 Stores Market, A-Block Model Town, Lahore. Ph: 042-35915933-4 E-mail: info@thehoh.com, Website: www.thehoh.com